

## 228924-اللہ تعالیٰ سے ملنے کیک مومن شخص خوف اور امید کے درمیان رہتا ہے۔

### سوال

ایک حدیث قدسی ہے کہ : (میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اب وہ میرے بارے میں جو مرضی گمان کر لے) جبکہ دوسری طرف ایک قول سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ : "اگر میرا ایک قدم جنت میں ہو اور دوسری جنت سے باہر ہو تو تب بھی اللہ کی تدبیر کا خوف میرے دل میں ہو گا" تو یہاں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن نہیں رکھا؟ کیونکہ آپ تو جنت کی بشارت پانے والے، اور تمام صحابہ کرام میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد دوسرے نمبر پر آتے ہیں اکیا بندے کو دل مطمئن ہونے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ سے خوف رکھنا چاہیے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات کی وضاحت حدیث قدسی کی روشنی میں کر دیں بہت مہربانی ہو گی۔

### پسندیدہ جواب

#### اول :

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : میں اپنے بندے کے ساتھ میرے بارے میں گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں) اس حدیث کو امام بخاری : (7405) اور مسلم : (2675) نے روایت کیا ہے۔

بجہ سوال میں مذکور حدیث مسند احمد : (16016) وغیرہ میں ہے کہ : سلیمان بن ابو سائب کہتے ہیں کہ ابو نصر جیان نے مجھے بتلایا کہ میں واثمہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ابوالاسود جرثی کے پاس ان کے مرض الموت میں گیا، تو انہوں نے ابوالاسود کو سلام کہا اور بیٹھ گئے۔ اس پر ابوالاسود نے واثمہ کا دایاں ہاتھ پکڑا اور اپنی آنکھوں اور چہرے پر پھیرا؛ کیونکہ واثمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دائیں ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پھر سیدنا واثمہ رضی اللہ عنہ نے کہا : میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں؟ انہوں نے کہا : وہ کیا؟ سیدنا واثمہ نے کہا : آپ کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیا گمان ہے؟ اس پر ابوالاسود نے اپنے سر سے اشارہ کر دیا کہ میرا اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان ہے۔ تو پھر سیدنا واثمہ نے انہیں کہا : تو خوش ہو جاؤ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ : (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اب وہ میرے بارے میں جو مرضی گمان کر لے) مسند احمد - موسسہ رسالہ - کے محققین کہتے ہیں : اس حدیث کی سند صحیح ہے، اور صحیح الجامع میں ابافی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

#### علامہ نووی رحمہ اللہ کے کہتے ہیں :

"اہل علم کا کہنا ہے کہ : قریب المرگ شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے امید کرے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے گا اور اسے معاف فرمادے گا۔ جبکہ صحت کی حالت میں یہ ہے کہ اللہ کی رحمت کی امید اور اللہ کی پکڑ کا خوف دونوں یکساں ہونے چاہیں۔ کچھ یہ بھی کہتے ہیں کہ : صحت کی حالت میں خوف غالب رکھے اور جب انسان قریب المرگ ہو، موت کی نشانیاں نظر آنے لگیں تو پھر امید غالب رکھے یا صرف رحمت کی امید ہی لگائے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا خوف اس مقصد سے ہوتا ہے کہ انسان گناہوں اور نافرما نیوں سے بچتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیکیاں اور اچھے اعمال بجالائے، اور قریب المرگ شخص اب کوئی یا تو بالکل نہیں کر سکتا یا بہت کم کر سکتا ہے اس لیے اس حالت میں مسحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں حسن ظن رکھے اور قریب المرگ شخص اب کوئی یا تو بالکل نہیں کر سکتا یا بہت کم کر سکتا ہے اس لیے اس حالت میں

"شرح النووی علی مسلم" (210/17)

اسی طرح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (میں اپنے بندے کے ساتھ میرے بارے میں گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں، اگرچا گمان کرے تو اس کے لیے اچھا ہوگا، اور اگر برآگمان کرے تو اس کے لیے برا ہوگا۔) اس حدیث کو بھی مسند احمد کے محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔

اس حدیث کی شرح میں علماء مناوی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"یعنی : اگر بندہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان کرے تو میں اس کے ساتھ اچھا معاملہ کروں گا اور اگر میرے بارے میں گمان اچھا نہیں رکھتا تو پھر میں بھی اس کے ساتھ اچھا معاملہ نہیں کروں گا۔" ختم شد

"فیض القدر" (312/2)

چنانچہ مسلمان پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھے، اچھے اچھے اعمال بجالائے، اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہے۔ اور اگر کبھی کوئی غلطی اور کوتاہی ہو جائے تو فوری توبہ کرے تا نیر مت کرے، نیز اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادے اور گناہوں سے درگزد فرمائے۔

دوم :

فرمان باری تعالیٰ ہے :

"أَفَمُؤْمِنُكُمْ لَكُلَّ يَوْمٍ مِنْ كُلِّ الْأَنْوَمِ إِلَّا نَقْتُلُمُ الْمُنَافِقَوْنَ؟"

ترجمہ : کیا یہ لوگ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہو گئے میں حالانکہ اللہ کی تدبیر سے وہی قوم بے خوف ہوتی ہے جو نقصان اٹھانے والی ہو۔ [الاعراف : 99]

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ : یہاں لوگوں کو ڈراما مقصود ہے کہ لوگ گناہوں پر ڈٹے رہیں اور اللہ تعالیٰ کے حقوق پاہل کریں اور پھر بھی اللہ کی تدبیر سے بے خوف رہیں ! یہاں اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے مراد یہ ہے کہ : لوگوں کے گناہوں اور نافرمانی والے اعمال کے باوجود اللہ تعالیٰ انہیں تسلسل کے ساتھ ڈھیل دے رہا ہے، ان پر ڈھیریوں نعمتیں اور حمتیں نازل کر رہا ہے۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہیئے کہ ان کے گناہوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان پر فوری عذاب اور پکڑنا زال ہو، تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور غصب سے بے خوف ہو چکے ہیں۔" ختم شد

"مجموع فتاویٰ ابن باز" (232/24)

آپ رحمہ اللہ مزید کہتے ہیں :

"مسلمان پر لازم ہے کہ کبھی بھی مایوس نہ ہو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہو، ہمیشہ خوف اور امید کے درمیان رہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مایوس ہونے والوں کی جس طرح مذمت کی ہے اسی طرح بے خوف ہو جانے والوں کی بھی مذمت فرمائی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے :

"أَفَمُؤْمِنُكُمْ لَكُلَّ يَوْمٍ مِنْ كُلِّ الْأَنْوَمِ إِلَّا نَقْتُلُمُ الْمُنَافِقَوْنَ؟"

ترجمہ : کیا یہ لوگ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہو گئے میں حالانکہ اللہ کی تدبیر سے وہی قوم بے خوف ہوتی ہے جو نقصان اٹھانے والی ہو۔ [الاعراف : 99]

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے : {لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ} تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔

اس لیے ملکف شخص چاہے کوئی مرد ہے یا عورت مایوس نہ ہو، نامید ہو کر اچھا عمل ترک نہ کرے، بلکہ ہمیشہ امید اور خوف کی ملی جلی کیفیت میں رہے کہ اللہ کے عذاب کا بھی ڈر ہو، گناہوں سے دور رہے اور اگر گناہ ہو جائے تو فوری توبہ کرے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا رہے، اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہو کر نافرمانی اور سستی میں ملوث نہ ہو جائے۔" ختم شد

"فتاویٰ نور علی الدرب" (38/4)

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اسی لیے حسن بصری رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ : مومن شخص ڈراور خوف دل میں رکھے ہوئے نیکیاں کرتا ہے، جبکہ فاجر شخص گناہ کرتے ہوئے بھی ڈراور خوف دل میں نہیں لاتا۔" ختم

شد

"تفسیر ابن کثیر" (451/3)

سوم :

کچھ لوگ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مسوب بات ذکر کرتے ہیں اور کچھ لوگ اسی بات کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مسوب کرتے ہیں کہ : "اگر میر ایک قدم جنت میں ہو اور دوسرے جنت سے باہر ہو تو تب بھی اللہ کی تدبیر کا خوف میرے دل میں ہو گا۔" تو ایسی کوئی بات ہمیں محدثین کی کتب میں نہیں ملی، نہ ہمیں کسی اہل علم سے اس بات کا مذکور ملا ہے۔

اس حوالے سے شیخ البانی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا :

"مجھے ایسی کسی بات کا علم نہیں ہے۔" ختم شد

لہذا پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مقولہ ثابت ہی نہیں ہے، پھر دوسری بات یہ ہے کہ مومن اللہ کی تدبیر کا خوف جنت میں داخل ہونے تک رکھتا ہے، لیکن جب ایک قدم جنت میں چلا گیا تو اللہ کی تدبیر سے امن میں ہے؛ کیونکہ ایسا کیمی نہیں ہے کہ کسی نے جنت میں ایک قدم رکھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے جنت سے نکال کر جہنم میں پہنچ دیا!

امام احمد رحمہ اللہ سے ایک بار پوچھا گیا :

"انسان کو راحت کب ملے گی؟ تو انہوں نے کہا : جب جنت میں پہلا قدم رکھے گا۔" ختم شد

"طبقات اخلاقیات" (1/293)

واللہ اعلم